عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت

(مقاصد، مراکز، اسالیب، مناہج)

سید از کیا ہاشمی*

Education and Moral Training in the Era of Prophet (SAW): Objectives, Centres and Methodologies.

Abstract

The notion of social development cannot be actualized until the half of the human population (women) is provided the due rights granted to them by Islam. Acquisition of their rights, their responsibility can be performed after keeping in view the role of women and social development is the main up bringer of their children. Islam has considered seeking of knowledge is an act. The Prophet (SAW) preferred the education of women throughout His life. This article elaborates the objective, centers and methodology of women education and the establishment of these aspects.

معاشرے کی تشکیل مرد اور عورت کے باہمی تعاون سے ہوتی ہے اور کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک فلاحی اور ترقی یافتہ معاشرہ نہیں بن سکتا جب تک اس کی تقریبا نصف آبادی کو(جو کہ خواتین پر مشتمل ہے)وہ تمام انسانی حقوق حاصل نہ ہوں جو اسلام نے انہیں عطا کئے ہیں اور جن کے بغیر ان کے لئے اپنے سماجی فرائض حقیقی معنوں میں ادا کرنا ممکن نہیں۔ معاشرے کی فلاح وترقی میں خواتین کے اہم کردار ہی کے پیش نظر اسلام نے خواتین کے لئے علم کو نہ صرف ان کا حق بلکہ اس کے حصول کو ان کے لئے مردوں کی طرح "فرض" قرار دیا ہے۔

بچے کی اولین معلمہ ہونے کی حیثیت سے ماؤں کی تعلیم وتربیت بعض پہلوؤں سے مردوں کی تعلیم سے بھی زیادہ اہم ہے۔ قوموں اور نسلوں کی تعمیر وتشکیل کا تمام تر دارومدار خواتین ہی کی تعلیم وتربیت پر منحصر ہے۔ عہد نبوی میں اس کی ضرورت واہمیت کا کس قدر احساس کیا گیا؟ اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے گئے؟ خواتین کی تعلیم کے مقاصد واہداف کیا تھے؟ کن کن اسالیب سے یہ تعلیم دی جاتی تھی اور اس کے لئے کس نوعیت کی مجالس منعقد ہوتی تھیں؟ تعلیمی مراکز کا قیام کہاں کہاں عمل میں لایا گیا؟ ایک آئیڈیل سوسائٹی

---

* چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ ومذہبی مطالعات، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

کی تشکیل کی غرض سے اس موضوع کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے تاکہ ایک بہتر نظام تعلیم کے ذریعہ نہ صرف خواتین کی صلاحیتوں سے استفادہ ممکن ہو بلکہ معاشرے کی فلاح وترقی میں ان کے حقیقی کردار کو بھی متعین کیا جاسکے۔

بعثت انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مقصد علم کی روشنی سے نفوس انسانی کی تربیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کا امتیازی وصف بزبان نبوت معلّم ہوناہے:(انما بعثت معلما) [1] آنحضرت ﷺ کی معلمانہ حیثیت بہت جامع ہے کیونکہ آپ ﷺ پوری انسانیت کے لئے معلّم ہیں آپ ﷺ کی تعلیم رسمی تعلیمی اداروں کے برعکس ہر جنس اور ہر شعبہ زندگی سے متعلق ہے کسی خاص شعبہ اور فن تک محدود نہیں اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:(انماانا لکم بمنزلة الوالد اعلمکم)[2]میں تمہارے لئے بمنزلہ والد کے ہوں، تمہیں (ہر چیز کی) تعلیم دیتاہوں۔

آنحضرت ﷺ کا تعلیمی سلسلہ کسی ادارے تک محدود نہ تھا۔ یہ تعلیم مختلف مواقع اور حالات میں نجی مجالس، مساجد و مکاتب، عوامی اجتماعات وتقریبات، سفر وحضر حتی کہ میدان جنگ تک وسیع تھی اور مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اس سے پوری طرح مستفید ہوتی تھیں۔

فرضیت تعلیم:

مغرب کے ارتقائی تصورات کے برعکس اسلامی نقطہ نظر کے مطابق انسان نے اپنی زندگی کا آغاز جہالت اور تاریکی کے بجائے علم کی روشنی سے کیاہے جس کے بغیر خلافت ونیابت الٰہی کے تقاضوں کی تکمیل ممکن نہیں[3] دنیاکے تمام مذاہب اور تہذیبوں میں یہ امتیاز صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے ہر قسم کی علمی اجارہ داریوں کا خاتمہ کرتے ہوئے بلا تفریق جنس اپنے تمام ماننے والوں کے لئے علم کے حصول کو لازم قرار دیاہے۔ قدیم تہذیبیں اپنی تمام ترعلمی اور تمدنی ترقی کے باوجود "تعلیم سب کے لئے" کے اصول پر متفق نہ ہوسکیں۔ افلاطون اور ارسطو اگرچہ اسے ناانصافی قرار دیتے ہیں کہ عورت کو تعلیم سے محروم رکھاجائے مگر مؤخرالذکر خواتین کے لئے محض واجبی تعلیم کو کافی سمجھتاہے اور انہیں اعلیٰ اور معیاری تعلیم دینے کی مخالفت

1- ابن ماجہ، **السنن**، بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ، **رقم الحديث**229۔

2- ابوداود، **السنن**، كِتَاب الطَّهَارَةِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ، **رقم الحديث**8۔

3- دیکھئے۔ سورۃ البقرۃ:30-33

کرتا ہے جب کہ یورپ میں قرون وسطیٰ میں خواتین کی تعلیم کو نہ صرف یہ کہ معیوب سمجھا جاتا تھا بلکہ مردوں کے بالمقابل ان کی تعلیم کی کوئی اہمیت نہ تھی[1]

پیغمبر اسلام نے حصول علم کو مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں اور ضروری قرار دیا ہے:
(طلب العلم فریضة علی کل مسلم)[2] علم کی تلاش ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔احکام شریعت مرد اور عورت کیلئے یکساں ہیں الّا یہ کہ انہیں نصوص میں استثناء حاصل ہو۔اس لئے حدیث میں مسلم سے مرد اور عورت دونوں مراد ہیں۔

اس سلسلے میں ایک غلط فہمی خود مسلم معاشرے میں بھی پائی جاتی ہے اور بعض غیر ضروری تحفظات وخدشات کے پیش نظر کچھ حضرات نے خواتین کیلئے خط وکتابت کی تعلیم کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور اس ضمن میں ایک روایت سے بھی استدلال کیا گیا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے:(قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتنزلوهنّ الغرف ولاتعلموهنّ الکتابة وعلموهنّ الغزل وسورة النور)[3] (عورتوں کو بالاخانوں میں نہ بٹھاؤ اور ان کو خط وکتابت بھی نہ سکھاؤ، انہیں سوت کاتنا سکھاؤ اور سورۃ النور کی تعلیم دیا کرو۔)

مگر علامہ سیوطی نے اسے موضوع قرار دیا ہے[4]۔یہ روایت اس لئے بھی درست معلوم نہیں ہوتی کہ قرآن حکیم میں اللہ سبحانہ وتعالی نے "تعلیم بالقلم" کو انسانیت پر احسان قرار دیا ہے: {ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ﴿٣﴾ ٱلَّذِي عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ ﴿٤﴾ }[5](پڑھ! تیرا رب بہت احسان کرنے والا ہے

1- تفصیل کے لیے دیکھئے۔

Baberino, Francesco: Encyclopedia of Education , London, 1973, vol.3P

2- سنن ابن ماجہ،بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ،رقم الحدیث224۔اس کی اسناد میں ضعف کی بھی نشاندہی کی گئی ہے تاہم سیوطی کثرتِ طرق کی بناء پر اسے "حسن" اور "مقبول" قرار دیتے ہیں (شرح سنن ابن ماجه للسیوطي وغیره ،ص 20)

3- حاکم،المستدرک، كِتَابُ التَّفْسِيرِ، تَفْسِيرُ سُورَةِ النُّورِ،رقم الحدیث3494، بیہقی،شعب الایمان،تعظيم القرآن ، ذکر سورة الکهف،رقم الحدیث2227۔

4- سیوطی ، اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، دار الکتب العلمیہ ،بیروت ، الطبعۃ الاولی ،1996، ج2،ص142۔

5- سورۃ القلم:3-4

جس نے انسان کو قلم کے ذریعے تعلیم دی۔)

عورتوں کیلئے کتابت کا جواز شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ جب وہ حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی تھیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(أَلَا تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمِلَةِ كَمَا عَلَّمْتِهَا الْكِتَابَةَ)[1] (کیا تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو پہلو اور پھنسیوں کا دم نہیں سکھاتیں جس طرح تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔)

خطّابی، طیبی، ابن قیّم اور ابن تیمیہ نے اس سے خواتین کی کتابت کے جواز کو ثابت کیا ہے البتہ ملّا علی قاری کا نقطۂ نظر مختلف ہے "مرقاۃ المفاتیح" میں لکھتے ہیں: قَالَ الْخَطَّابِيُّ: فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ تَعَلُّمَ النِّسَاءِ الْكِتَابَةَ غَيْرُمَكْرُوهٍ. قُلْتُ: يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ جَائِزًالِلسَّلَفِ دُونَ الْخَلَفِ لِفَسَادِالنِّسْوَانِ فِي هَذَاالزَّمَانِ[2] (خطابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ عورتوں کو کتابت کی تعلیم مکروہ نہیں میں کہتاہوں ممکن ہے کہ یہ سلف کے ہاں تو جائز ہو مگر خلف کے ہاں نہیں کیونکہ اس دور میں عورتوں کے احوال میں بڑا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے)۔ مگر یہ ملّا علی قاری کی انفرادی رائے ہے جسے علمی حلقوں میں قبول نہیں کیا گیا۔

خواتین کی تعلیم کیوں ضروری ہے؟ دیگر اسباب ووجوہ:

خواتین کی تعلیم کے ضروری ہونے کے اور بھی متعدد پہلو ہیں۔ مثلاً:

أ. رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی ازواج مطہرات کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ نہ صرف خواتین کی بلکہ مردوں کی بھی تعلیم وتربیت کی صلاحیت رکھتی تھیں اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ بھی لیا جاتا تھا اور رہنمائی بھی حاصل کی جاتی تھی۔

ب. آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کی ترغیب دیتے ہوئے اس عمل کو جنت میں داخلے کا سبب قرار دیا جیسا کہ حدیث میں ہے: (من عال ثلاث بنات فأدّبهنّ وزوّجهنّ واحسن اليهنّ فله الجنة)[3] (جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کی تعلیم وتربیت کی اور ان سے اچھا سلوک کیا تو اس کیلئے جنت ہے۔) دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا(مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ

1- **سنن ابی داؤد**، كِتَاب الطِّبِّ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى، **رقم الحدیث** 3887۔

2- ملا علی القاری، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح**، مکتبہ امدادیہ، ملتان، ج8، ص364۔

3- **سنن ابی داؤد**، كِتَاب الْأَدَبِ، بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتِيمًا، **رقم الحدیث** 5147۔

يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا، - قَالَ: يَعْنِي الذُّكُورَ - أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ)[1]
(جس کے ہاں لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اس کی تذلیل نہ کرے اور نہ ہی اپنے لڑکے کو اس پر ترجیح دے، تو اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کرے گا۔)

تعلیم وتربیت بھی ترجیح میں داخل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی معاملہ میں بالخصوص تعلیم وتربیت میں بھی لڑکے کو لڑکی پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

ج. محسن انسانیت ﷺ نے نہ صرف آزاد خواتین کی تعلیم وتربیت پر زور دیا بلکہ کنیزوں اور لونڈیوں تک کو اس سے محروم نہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَأَعْتَقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ...)[2]
(جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو پھر وہ بہت اچھی تعلیم دے اور بہترین تہذیب سکھائے اور تربیت کرے اور پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اس کیلئے دوہرا اجر ہے۔)

د. خواتین کی تعلیم اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ زندگی کے سفر میں مرد کی مشیر ہے۔ اور مشیر کیلئے صاحب علم وبصیرت ہونا ضروری ہے۔

ہ. حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو عورت گھریلو ماحول اور بچوں پر مرد کی بنسبت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے میدانِ کار کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے تعلیمی مواقع فراہم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

و. عورت تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر ہی اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ ہو سکتی ہے۔ جہالت کی تاریکیوں میں رکھ کر اس کا استحصال بہت بڑا ظلم ہے۔ انہیں علم کی روشنی سے محروم رکھنے کی ایک بڑی وجہ وہ استحصالی ذہنیت بھی ہے جو انہیں اپنے مذہبی، سماجی، ازدواجی اور قانونی حقوق سے بے خبر رکھنا چاہتی ہے۔

ز. بعثت نبوی ﷺ کے بنیادی مقاصد میں سے اہم مقصد تعلیم ہے۔ اور آپ ﷺ کے مخاطب جس طرح مرد ہیں ایسے ہی عورتیں بھی ہیں۔ علم کی اہمیت، فضیلت وترغیب سے متعلق احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ منقول ہے۔ یہ احادیث مرد وزن سب کیلئے یکساں ہیں اور انہیں صرف مردوں کے ساتھ مخصوص کرنے کا کوئی شرعی یا عقلی جواز موجود نہیں۔

1- ایضا، رقم الحدیث 5146۔

2- بخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَاب العِتْقِ، بَابُ العَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ، رقم الحدیث 2547، **سنن ابی داؤد**، كِتَاب الْأَدَبِ، بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتِيمًا، رقم الحدیث 5147۔

ح. مردوں اور عورتوں کے فرائض اور دائرہ کار میں تنوّع اور اختلاف کی بنیاد پر بعض علوم کی تحصیل خواتین کے لئے فرض عین، بعض کی فرض کفایہ، بعض کی مستحب اور بعض کی تحصیل مباح کا درجہ رکھتی ہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی لکھتے ہیں: "عورتوں کیلئے ضروری علوم حاصل کرنے کی فرضیت، علوم مستحبہ کے حصول کا استحباب اور علوم مباحہ کے حصول کی اباحت محلّ تردّد نہیں اور اس بارے میں عورتوں اور مردوں میں فرق کرنے کی شریعت مقدسہ میں کوئی دلیل موجود نہیں"۔[1]

خواتین کی تعلیم کی اہمیت کے پیشِ نظر آنحضرت ﷺ نے متعدّد اقدامات اٹھائے ہیں (جن کی تفصیل آئندہ اوراق میں آرہی ہے)۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"آپ کی تعلیمی سرگرمیوں میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی اہمیت دی گئی۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے مبارک عہد میں معلّمین کی طرح معلّمات کا بھی تقرر ہوتا تھا۔ حضرت امّ ورقہ، شفاء بنت عبداللہ اور حضرت عائشہ کا شمار عہد رسالت کی معلّمات میں بجا طور پر کیا جاسکتا ہے"۔[2]

مقاصد تعلیم:

ماہرین و مفکرین تعلیم کے مطابق تعلیم کا مقصد فرد کی قدرتی صلاحیتوں کو دریافت کر کے ان کی نشوونما کرنا اور اسے اس قابل بنانا ہے کہ وہ تمام فرائض کو بطریق احسن ادا کر سکے اور ریاست کا بہترین شہری بن سکے۔ مغربی تعلیمی ماڈل کے مطابق تعلیم کا مقصد محض مادّی ہے اس میں شخصیت کی تعمیر و تشکیل (Personality Development) اور تعلیم کے اخلاقی و روحانی پہلوؤں کا کوئی تصور موجود نہیں۔

اس تصور کے مطابق تعلیم کا مقصد فرد کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ قومی پیداوار بڑھائے اور قومی دولت میں اضافہ کرے۔[3] مغربی تصوّر تعلیم کے تحت تعلیم کا مقصد سرمایہ کی خدمات ہے، انسان کیپیٹل ہے جو مزید سرمایہ پیدا کر سکتا ہے اس لئے تعلیم کو روزگار سے منسلک کیا گیا ہے۔ تعلیمی ادارے اسی تصوّر کے تحت وہی مضامین پڑھانے پر مجبور ہیں جو سرمایہ دارانہ نظام میں اچھی قیمت دے سکتے ہیں۔ مردوں اور خواتین کے لئے یکساں نظام تعلیم نے متعدّد مسائل کو جنم دیا ہے، خواتین بھی اسی سسٹم میں جکڑی ہوئی ہیں اور ان کی تعلیم سے وہ مقاصد پورے نہیں ہو رہے جو معاشرے کی ترقی و استحکام کیلئے ضروری ہیں۔ یہ سوچنے کی زحمت قطعاً گوارہ

1- کفایت اللہ مفتی، **کفایۃ المفتی**، دار الاشاعت، کراچی، جولائی 2001ء، ج2، ص64۔

2- حمید اللہ، ڈاکٹر: **عہد نبوی کا نظام حکمرانی**، اردو اکیڈمی، کراچی، 1987ء، ص206۔

3- دیکھئے: سید محمد سلیم، **اسلامی تعلیم بنیادی تصورات و افکار**، ص123۔

نہیں کی گئی کہ خواتین کو دی جانے والی تعلیم کس حد تک ان کی فطرتی صلاحیتوں، معاشرتی ضرورتوں اور درپیش مسائل سے متعلق ہے۔

نبوی تعلیمی ماڈل کے مطابق خواتین کی تعلیم کے مقاصد درج ذیل ہو سکتے ہیں:

1. دینی تعلیم اور شرعی احکامات سے آگاہی: مردوں کی طرح خواتین کیلئے بھی دینی تعلیم لازمی ہے کیونکہ اس سے آگاہ ہوئے بغیر دین وشریعت پر عمل پیرا ہونا ممکن نہیں۔ خواتین کی تعلیم کا بنیادی ہدف یہی ہے کہ انہیں بہترین مسلمان اور بہترین انسان بنایا جائے جو کہ دینی تعلیم ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ عورتوں کے مخصوص نسوانی مسائل، طہارت، عبادات، حقوق اللہ، حقوق العباد، خانگی اور معاشرتی فرائض سے متعلق آگاہی اس نظام تعلیم کا خصوصی ہدف ہونا چاہیے۔ یہ تعلیم ان کیلئے دیگر علوم وفنون کی تحصیل سے زیادہ اہم اور مقدم ہے۔ یہ موضوعات عہد نبوی میں خواتین کے تعلیمی نصاب کا اہم حصہ رہے ہیں۔
2. خواتین حیاتیاتی اور نفسیاتی اعتبار سے مردوں سے مختلف ہیں ان کیلئے ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو ان کی فطرت، جذبات اور صلاحیتوں سے مطابقت رکھتی ہو، ان کی نسوانیت کی محافظ بھی ہو اور نسوانی فرائض کی ادائیگی میں معاون بھی۔ اس لئے مخلوط اور یکساں نظام تعلیم سے گریز کرتے ہوئے ایسی غیر ضروری اور غیر متعلق تعلیم سے اجتناب ضروری ہے جس سے ان کی دماغی اور فطرتی صلاحیتیں متاثر ہوں اور جو عملی زندگی میں فرائض کی ادائیگی میں معاون بننے کے بجائے رکاوٹ پیدا کرے۔

آج خواتین میں غیر متعلق تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے رجحان سے بھی متعدد سماجی مسائل جنم لے رہے ہیں مثلاً مناسب رشتوں کی کمیابی، شادیوں میں غیر ضروری تاخیر، خاندان میں ایڈجسٹمنٹ(Adjustment) اور ازدواجی زندگی کے دیگر متعدد مسائل اسی کا نتیجہ ہیں۔ حالانکہ حدیثِ نبوی ﷺ کی رو سے "جس نے نکاح کرلیا اس نے اپنا آدھا دین محفوظ کرلیا(إذا تَزَوَّجَ العَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّينِ)[1]

اس لیے ہر اس تعلیم سے اجتناب کی ضرورت ہے جو عورت کی فطرتی زندگی شادی وغیرہ میں رکاوٹ بنے اور اسے بے راہروی، بدکاری اور خفیہ آشنائی کے مواقع فراہم کرے۔ اس سلسلے میں والدین کی ذمہ داریوں سے متعلق نبی کریم ﷺ نے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا(مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى

1- تبریزی، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب النکاح، الفصل الثالث، رقم الحدیث3096۔

أَبِيهِ)[1](جس کے ہاں اولاد ہو اسے چاہئے کہ اسے اچھا ادب سکھائے، اس کا اچھا نام رکھے جب وہ بالغ ہو تو اس کی شادی کرائے، اگر بلوغت کے بعد بھی اس کی شادی نہ کی اور اس نے کوئی گناہ کیا تو اس کا گناہ باپ کے سر ہے۔)

3. چونکہ خواتین کا اصل دائرہ عمل ان کا گھر اور خاندان ہے اس لئے اس کی ترقی واستحکام کے لئے ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو انہیں اطاعت گزار بیوی، باکردار اور مشفق ماں، نیک اور صالح بیٹی، وفاشعار بہن اور بہترین مشیر بننے میں معاون ہو۔ وہ تمام علوم جو اس دائرے میں ان کی صلاحیتوں کی نشوونما اور تربیت کرسکیں ان سے انہیں مستفید کیا جائے۔بحیثیت ماں حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق بچے کی نشوونما کی تربیت، گھر کے افراد بالخصوص شوہر کے احساسات و جذبات کا شعور اور عائلی زندگی کے آداب سے واقفیت ہی کے ذریعہ خوشگوار گھرانے کی تعمیر ممکن ہے۔ سید مودودی لکھتے ہیں:

اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم وتربیت وہ ہے جو اسے بہترین بیوی، بہترین ماں اور بہترین گھر والی بنائے، اس کا دائرہ عمل گھر ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس کو ان علوم کی تعلیم دی جانی چاہئے جو اس دائرے میں اسے زیادہ مفید بناسکتے ہیں مذید بر آں وہ علوم بھی اس اس کے لئے ضروری ہیں جو انسان بنانے والے، اس کے اخلاق کو سنوارنے والے اور اس کی نظر کو وسیع کرنے والے ہیں، ایسے علوم اور ایسی تربیت سے آراستہ ہونا ہر مسلمان عورت کے لئے لازم ہے، اس کے بعد اگر کوئی عورت غیر معمولی ذہنی استعداد رکھتی ہو اور ان علوم کے علاوہ دوسرے علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرنا چاہے تو اسلام اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہے بشرطیکہ وہ ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لئے مقرر کی ہیں۔[2]

4. خواتین کا اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ نہ ہونا بہت بڑی جہالت ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے کماحقہ، آگاہی نہ ہونے سے جہاں گھریلو ماحول متاثر ہوتا ہے وہاں شرعی اور قانونی حقوق سے ناواقفیت کی بناء پر استحصال اور ظلم وزیادتی کی شکلیں سامنے آتی ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عطا کردہ نظام زندگی میں اخلاقی اور باطنی تربیت کے ساتھ ساتھ خواتین کے حقوق کا تحفظ اور مردوں کے ظلم واستحصال کا ازالہ بھی تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی تعلیم وتربیت کے ذریعہ خواتین میں اتنا شعور پیدا فرما دیا تھا کہ وہ اپنے حقوق کے ادراک کے ساتھ ساتھ، ان کے تحفظ کے لئے بھی سرگرم رہیں، اگر ان پر ذرا سی بھی

1- **شعب الایمان**،حقوق الأولاد و الأهلين،رقم الحدیث8299۔

2- مودودی، **پردہ**، ص210۔

زیادتی ہوتی تو فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر دادرسی چاہتی تھیں، یہ اسی شعور کا نتیجہ تھا کہ مرد بہت محتاط ہوتے کہ کہیں بیویوں کو آنحضرت ﷺ تک شکایت کا موقع نہ مل جائے جب کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (كُنَّا نَتَّقِي الكَلاَمَ وَالِانْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَيْبَةَ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا)[1] (جب تک حضور ﷺ زندہ رہے ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے میں بھی احتیاط کرتے تھے کہ مبادا ہمارے حق میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔ جب حضور ﷺ نے وفات پائی تب ہم نے کھل کر بات کرنی شروع کی۔)

5. تعلیم تربیت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی مگر جدید تصور تعلیم نے اسے اقدار کی گرفت سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ تعلیم کی مذہب اور اقدار سے علیٰحدگی مسائل کی جڑ ہے۔ خواتین کی تعلیم کا ایک اہم مقصد اعلیٰ اخلاق و اقدار کی ترویج و تحصیل ہونا چاہیے۔ تاکہ نسوانیت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ شرم و حیاء کے تقاضے بخوبی پورے ہو سکیں اور تقویٰ، خدا خوفی، صبر و شکر، سادگی اور قناعت جیسے اوصاف کے ذریعے ان کی شخصیت کی بہتر تعمیر و تشکیل ممکن ہو سکے۔ عہد نبوی میں خواتین میں ان اقدار کے احیاء کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔

مذکورہ مقاصد و اہداف کو نظر انداز کرنے اور گلوبلائزیشن کے زیر اثر مغرب کی اندھی تقلید کے نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ آزادانہ مرد و زن کا اختلاط، باہمی مسابقت کی فضاء، نسوانی اور پیشہ وارانہ فرائض سے پہلو تہی، نئی نسل کی تربیت سے غفلت، خاندانی زندگی کا بگاڑ، طلاقوں کی کثرت، شادیوں میں غیر ضروری تاخیر اور اخلاقی بے راہروی اسی نظام کے مضر اثرات ہیں۔

مجالس و مراکز تعلیم:

عہدِ نبوی میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف سطح پر انتظامات کئے گئے۔ اسلامی ریاست چونکہ اپنی ارتقائی منازل سے گزر رہی تھی اس لئے دیگر اداروں کی طرح کوئی منظم تعلیمی ادارے تو وجود میں نہ آسکے البتہ اس عہد کی سرگرمیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تعلیم کن خطوط پر دی جاتی تھی اور طریق کار اور مناہج کیا تھے؟

1- **صحیح بخاری**، کتاب النکاح، بَابُ الوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ، رقم الحدیث 5187۔

سیرتِ نبوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیمی مجالس کی درج ذیل شکلیں تھیں۔

گھروں میں تعلیم:

عہدِ نبوی میں خواتین کی تعلیم بالعموم ان کے گھروں پر ہوتی تھی جنہیں مرد سرانجام دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مردوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ خواتین کو بھی تعلیم دیں مثلاً سورہ نور کے متعلق ارشاد فرمایا(علّموا نساءكم سورة النور)[1](تم خود بھی انہیں سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔) باہر سے آنے والے نوجوانوں کے ایک وفد کو چند دن تعلیم دینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: (ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ)[2](تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ، اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ رہو انہیں علم سکھاؤ اور ان سے احکام پر عمل کرواؤ۔)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنی خواتین اور بچوں کو گھروں میں بھی تعلیم دیتے تھے، بعض اوقات خواتین کی تعلیم کے لئے گھر کے باہر کے کسی مرد کا بھی انتظام کیا جاتا تھا جیسا کہ مشہور واقعہ کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ اور ان کے شوہر حضرت سعید رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، جس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی، تو ان کے گھر میں داخل ہو کر بہن اور بہنوئی کو زد و کوب کیا مگر بہن کی جرات و استقامت اور قرآنی آیات کے سحر نے اسلام لانے پر مجبور کر دیا۔ جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں ہے: وَعِنْدَهُمَا خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ مَعَهُ صَحِيفَةٌ فِيهَا طَهَ يُقْرِئُهُمَا إِيَّاهَا.[3]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک بیان کے مطابق خباب بن الارت میری بہن اور بہنوئی کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[4]

بعض اوقات تعلیم کے لئے کوئی گھر مخصوص کر لیا جاتا اور نبی کریم ﷺ خود تشریف لے جاتے

1- **شعب الایمان**، ذكر السبع الطوال، رقم الحدیث 2205۔
2- **صحیح بخاری**، كِتَابُ أَخْبَارِ الآحَادِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الوَاحِدِ الصَّدُوقِ.... رقم الحدیث 7246۔
3- ابن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، اسلام عمر بن الخطاب، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي وأولادہ، مصر، ج 1، ص 382
4- الحلبی، **السیرۃ الحلبیہ**، باب الهجرة الأولى إلى أرض الحبشة.... دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ ثانیہ 1427ھ، ج 1، ص 470۔

جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:(جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ، فَقَالَ: اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَاجْتَمَعْنَ، فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ)[1] (ایک خاتون نے آکر عرض کیا۔"اے اللہ کے رسول! مرد آپ کی باتیں ساتھ لے جاتے ہیں اور ہم محروم رہ جاتی ہیں اس لئے آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیجئے جس میں ہم خواتین کو جمع کریں اور آپ اللہ کے دیئے ہوئے علم میں سے ہمیں بھی کچھ دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ فلاں دن فلاں گھر میں اکٹھی ہو جاؤ وہ جمع ہو گئیں اور آپ نے ان کو اللہ کے دیئے ہوئے علم کی تعلیم دی۔)

بعض اوقات حضور ﷺ اپنے کسی نمائندہ کو اپنی جگہ بھیج دیتے جو انہیں تعلیم دیتے تھے جیسا کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔"رسول ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع فرمایا اور ہماری طرف عمر بن خطاب کو بھیجا انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر ہمیں سلام کیا ہم نے جواب دیا بعد ازاں انہوں نے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا قاصد ہوں، انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں نوجوان اور حیض والی عورتیں ہیں عیدین کے لئے جائیں اور ہم پر جمعہ فرض نہیں اور آپ ﷺ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے بھی منع فرمایا۔[2]

مساجد اور عید گاہوں میں تعلیم:

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم کا ایک اہم ذریعہ مساجد تھیں۔ خواتین نبی کریم ﷺ کے خطبات اور مواعظ سے مستفید ہوتی تھیں جیسا کہ بنت حارثہ بن نعمان کہتی ہیں کہ مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ[3](میں نے

1- **صحیح بخاری**، كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ...، رقم الحدیث7310۔

2- **سنن ابی داؤد**، كتاب الصلاة، باب خروج النساء في العيد ،رقم الحدیث1139۔

3- **صحیح مسلم**، كِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ،رقم الحدیث873۔

سورۃ ق صرف حضور ﷺ کی زبانی یاد کی ہے وہ ہر جمعہ کو اس سے خطبہ دیتے تھے۔)اور خولہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ كنت أسمع خطبة رسول الله يوم الجمعة وأنا في مؤخر النساء[1] (میں جمعہ کے دن حضور ﷺ کا خطبہ سنتی تھی اور میں عورتوں کی آخری صف میں ہوتی تھی۔)

کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ بعض اوقات نماز سے فراغت کے بعد عورتوں کی جانب تشریف لے جاتے اور انہیں وعظ و نصیحت فرماتے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ،فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ،فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِى الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ ،وَبِلاَلٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ)[2](نبی کریم ﷺ بلال کے ساتھ نکلے انہیں خیال گزرا کہ عورتیں آپ کا خطبہ نہیں سن سکیں تو آپ ﷺ نے انہیں نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا۔ عورتوں نے بالیاں اور انگوٹھیاں پھینکنی شروع کیں اور بلال اپنے کپڑے کے پلو میں انہیں رکھتے جاتے تھے۔) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عید کے موقع پر پیش آیا۔

غالباً تعلیمی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خواتین کی مساجد میں آمد کو روکنے سے منع فرمایا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ(لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ)[3](اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے مت روکو۔)

چنانچہ خواتین شرعی آداب و حجاب کے تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مساجد میں حاضر ہوتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ(كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٌ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ)[4]

1- ابن سعد، **الطبقات الکبری**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی 1990ء، ج8، ص229-230۔

2- **صحیح بخاری**، كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ عِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ، رقم الحدیث 98۔

3- **صحیح مسلم**، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ خُروجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ ...، رقم الحدیث 442۔

4- **صحیح بخاری**، كِتَابُ الأَذَانِ، بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ، حدیث 867۔

آنحضرت ﷺ نے خواتین کے لئے خصوصی ہدایت فرمائی تھی کہ عید کے دن اپنی عورتوں کو حتیٰ کہ جوان لڑکیوں کو بھی لے کر عید گاہ کی طرف نکلیں۔ یقیناً اس اہم موقع پر انہیں دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ دین کی بہت سی باتیں بھی سیکھنے کا موقع ملتا تھا جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: (أَمَرَنَارَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى: الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ،فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ ،وَفِي لَفْظٍ : الْمُصَلَّى ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ ،قُلْت: يَارَسُولَ اللَّهِ إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَاجِلْبَابٌ،قَالَ: لِتُلْبِسْهَاأُخْتُهَامِنْ جِلْبَابِهَا)[1]

(رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں گھروں سے نکالیں۔ نوجوان، حیض والیاں اور پردہ نشیں عورتوں کو، حیض والی عورتیں نماز سے علیٰحدہ رہیں گی مگر خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی تو کیسے نکلے؟" فرمایا: "اس کی کوئی بہن اسے چادر اوڑھا دے۔)

مساجد میں حاضری سے خواتین نہ صرف باجماعت نماز میں شریک ہوتی تھیں بلکہ انہیں تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ سماجی آداب سے بھی آگاہی حاصل ہوتی تھی۔ مگر اس حاضری کو کچھ آداب کا پابند بنایا گیا جیسا کہ مختلف آحادیث میں مسجد جاتے وقت خوشبو استعمال نہ کرنے، مردوں کے پیچھے صف بنانے، کسی غلطی کے وقت صرف ہاتھ سے تھپتھپاہٹ پر اکتفا کرنے اور نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کا موقع پہلے خواتین کو دینے سے متعلق ہدایات دی گئیں۔[2]

مخلوط اور علیٰحدہ مجالس میں تعلیم:

بالعموم مساجد میں نماز کے موقع پر خواتین کی صف علیٰحدہ اور مردوں سے پیچھے ہوتی تھی تاہم ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ خواتین بعض اوقات مجلس نبوی میں بھی شریک ہو جاتی تھیں اور، مردوں کی موجودگی

1- **صحیح مسلم**، كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ،بَابُ ذِكْرِ إِبَاحَةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ...،رقم الحدیث890اور **سنن ابی داؤد**، كتاب الصلاة، باب خروج النساء في العيد ، رقم الحدیث1136۔میں بھی یہی حدیث کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔

2- شقہ، عبد الحلیم، عورت عہد رسالت میں (اردو ترجمہ و تلخیص)، نشریات لاہور، ص202۔

میں بھی آپ ﷺ سے بعض نجی نوعیت کے سوالات بھی کرتی تھیں ان میں بعض سوالات ایسے بھی ہوتے تھے جنہیں بیان کرنے میں شرم وحیاء مانع ہوتی ہے، مثلاً حیض، جنابت، احتلام وغیرہ مگر آپ ﷺ نے انہیں مردوں کی موجودگی میں اس طرح کے سوالات کرنے سے منع نہیں فرمایا جیسا کہ اسماء بنت یزید کی روایت میں ہے: "وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں اور کچھ مرد اور خواتین بھی بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا :"کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اپنی بیوی سے جو کچھ کرتا ہے اسے لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے اور کیا ایسی بھی عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ جو کچھ کرتی ہے اسے عورتوں کو بتاتی ہے، لوگ خاموش رہے میں نے کہا: "اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم عورتیں اور مرد دونوں ایسا کرتے ہیں۔" آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔(1)

البتہ اس کے شواہد بکثرت ہیں کہ مساجد اور عید گاہوں میں خطبہ کے دوران ان کی نشست مردوں سے علیٰحدہ ہوتی تھی اور وہ خود بھی اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے لیے علیحدہ تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت گزر چکی ہے جس میں خود خواتین نے اپنے لئے علیٰحدہ مجلس میں تعلیم دینے کی درخواست فرمائی جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ جب مسجدِ نبوی میں خواتین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اختلاط سے بچنے کے لئے مسجدِ نبوی میں ان کی آمدورفت کے لئے ایک علیٰحدہ دروازہ مخصوص فرمایا جسے باب النساء کا نام دیا گیا۔

اس کے علاوہ یہ تعلیمی سلسلہ دیگر مجالس مثلاً امہات المؤمنین کے حجروں میں اور براہِ راست نبی کریم ﷺ سے بیت النبی ﷺ میں بھی جاری رہا۔

کاشانۂ نبوی میں تعلیم:

عہدِ نبوی میں خواتین کی سب سے بڑی درس گاہ خود کاشانۂ نبوت تھا جہاں خواتین کی آمدورفت کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا تھا اور وہ براہِ راست رسول ﷺ سے سوالات پوچھتیں، بالعموم یہ سوالات ازواج مطہرات کی موجودگی میں ہوتے تھے جن سے وہ خود بھی مستفید ہوتی تھیں اور بسا اوقات ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بھی علمی استفادہ کرتی تھیں۔ بعض امور جو مزید وضاحت طلب ہوتے تھے یا خواتین کو براہِ راست پوچھنے میں جھجک ہوتی تھی تو وہ ازواج مطہرات کی وساطت سے معلومات حاصل کر لیتی تھیں۔

1- البانی، ناصر الدین، آداب الزفاف، دار السلام، 2002ء، ص143۔

عصرِ حاضر کے معروف سیرت نگار ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے مکی اور مدنی ادوار میں کاشانۂ نبوت میں خواتین کی مسلسل آمدورفت کے مفصل حوالے دیتے ہوئے ان کے مختلف محرکات و مقاصد ذکر کیے ہیں ان میں سے ایک اہم محرک و مقصد دینی مسائل کی تفہیم و تعلیم بھی تھا۔ مکی دور کے حوالے سے صدیقی صاحب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہمارے قدیم وجدید سیرت نگاروں نے مردوں کی حاضری کی روایات درج کی ہیں لیکن عورتوں کی خدمتِ نبوی میں آمد کے بارے میں کم لکھا ہے۔ وہ عموماً خواتین اور بچوں کے بارے میں معلومات کو یوں بھی خاطر میں نہیں لاتے جو ان کی مردانہ عصبیت کی دلیل ہے اور یہی عصبیت متاخرین میں شدت سے ملتی ہے[1]۔

انہوں نے مکی دور کی مختلف خواتین کے حوالے سے یہ تبصرہ کیا ہے کہ بیتِ نبوی میں حاضری دینے والی بیشتر خواتین قریشی ہوتی تھیں یا مکہ مکرمہ کی باسی عورتیں۔ ان میں رشتہ دار بھی تھیں اور غیر رشتہ دار بھی، بوڑھی اور بزرگ خواتین بھی تھیں اور جوان و نوخیز بچیاں بھی ہیں ان کے علاوہ ان میں مسلم خواتین بھی شامل تھیں اور غیر مسلم خواتین بھی، عمرہ وحج اور زیارات کعبہ کو آنے والے حضرات اور عرب مردوں کے ساتھ ان کی خواتین بھی کاشانۂ نبوی میں حاضری دیا کرتی تھیں اور ہجرت کے بعد رسول اکرم ﷺ کے مبارک گھروں میں ان مکی اور قریشی خواتین کی آمدورفت کا سلسلہ حسب دستور عرب برابر جاری رہا تھا[2]۔

ان کے نزدیک انصاری خواتین میں مدنی اقدارِ معاشرت اور کچھ اہل سیر وحدیث کی غالب توجہ کی بناء پر ان کی در دولتِ نبوی پر حاضری کے واقعات کا تناسب زیادہ ہے۔[3]

اس آمدورفت سے جو دینی تعلیمات حاصل ہوئیں جو مختلف اور متنوع موضوعات پر مبنی ہیں اور احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان صحابیات کے ذریعہ امت تک پہنچا جو نہ صرف خواتین سے متعلق مخصوص احکام پر مشتمل ہے بلکہ دین کی عمومی تعلیمات اور آفاقی احکام کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہے۔

خواتین کا شوق تعلیم:

علم کے فروغ کے لئے آنحضرت ﷺ کی خصوصی دلچسپی، توجہ اور ترغیبات کا نتیجہ تھا کہ خواتین نے اپنی تعلیم کے لئے آپ سے علیٰحدہ دن مقرر کرنے کی درخواست کی جسے آپ ﷺ نے شرف قبولیت عطا

1- یسین مظہر، صدیقی، **نبی اکرم ﷺ اور خواتین-ایک سماجی مطالعہ**، نشریات، لاہور، 2008ء، ص38۔

2- **عہد نبوی میں ریاست کا نشوو ارتقاء**، ص41۔

3- ایضا، ص50۔

فرمائی اور وہ بلا تکلف رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سوالات کرتی تھیں۔ خود آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انصاری عورتوں کے علمی اشتیاق کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور ان تاثرات کا اظہار فرمایا: (نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ، لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ)[1] انصار کی عورتیں بہت اچھی ہیں جنہیں دین کے مسائل دریافت کرنے میں حیاء مانع نہیں ہوتی۔

کاشانۂ نبوی میں رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے خواتین کا سوال وجواب اس کثرت اور زور وشور سے ہوتا تھا کہ بعض اوقات ان کی آوازیں رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آواز پر غالب وبلند ہو جاتی تھیں جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس کا ذکر ہے: (وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ)[2]

اس سلسلے میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی ذکر ہے جنہیں احادیث رسول سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ ایک روز بال گندھوانے میں مشغول تھیں کہ اتنے میں حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خطبہ دیتے ہوئے زبان مبارک سے "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" فرمایا۔ یہ الفاظ سنتے ہی انہوں نے مشاطہ سے کہا" بال باندھ دو" اس نے کہا جلدی کیا ہے؟ کہا" کیا خوب! کیا ہم آدمیوں (النَّاسُ) میں داخل نہیں ہیں۔ اس کے بعد خود بال باندھ کر اٹھیں اور پورا خطبہ سنا۔[3]

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (جو کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خادمہ تھیں اور جنہیں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میری ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے) کے تاثرات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں سلسلہ وحی موقوف ہونے کا کتنا غم تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے وہ انہیں دیکھ کر رو پڑیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ اللہ کا قرب تو اس کے رسول کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ کہنے لگیں "میں جانتی ہوں کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لئے زیادہ بہتر ہے مگر میں تو اس پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ اب بند ہو چکا۔ ان کو روتے دیکھ کر یہ دونوں حضرات بھی رونے لگے۔"[4]

1- **صحیح مسلم**، كِتَابُ الْحَيْضِ، بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً...، رقم الحدیث 332۔

2- **صحیح بخاری**، كِتَابُ المَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، رقم الحدیث 3683۔

3- محمد بن فتوح، **الجمع بین الصحیحین**، دار ابن حزم، بیروت، ج 4، ص 229۔

4- **صحیح مسلم**، کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُمِّ أَيْمَنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، رقم الحدیث 2454۔

اس واقعہ سے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے فہم و بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وصال نبوی کے غم سے زیادہ انہیں علم وحی سے محرومی کا صدمہ تھا جس کا انہوں نے اظہار فرمایا۔ خواتین کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ، ذوق وشوق اور لگن کا اندازہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے بھی کیا جاسکتا ہے۔(كانت تنزل علينا الآية في عهد رسول الله صلّى الله عليه وسلم، فنحفظ حلالها وحرامها وأمرها وزجرها، قبل أن نحفظها)[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں مذکور حلال و حرام اور امر و نہی کو ذہن نشین کر لیتی تھیں اگرچہ اس کے الفاظ ہمیں زبانی یاد نہ بھی ہوتے۔

اسالیب وطرق تعلیم:

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم عہدِ نبوی میں مختلف طریقوں سے ہوتی تھی جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. تعلیم بصورت خطبات و مواعظ (اجتماعی تعلیم):

احادیث اور کتب سیرت سے واضح ہے کہ عہدِ نبوی میں خواتین نماز کی ادائیگی کے لئے مساجد میں جاتی تھیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے عید گاہوں میں عیدین کے موقع پر حاضری کا حکم دیا اس حد تک کہ جو نماز سے معذور اور حیض و نفاس سے مجبور ہوں وہ بھی عید گاہوں میں ضرور آئیں۔ یہ حکم دراصل تعلیمی مصلحت کے تحت تھا تاکہ خواتین بھی دینی احکام سے واقفیت حاصل کر سکیں کیونکہ ریاستی ادارے اس وقت اتنے ترقی یافتہ نہ تھے کہ ان کے لئے مستقل اور علیٰحدہ تعلیم کا انتظام کیا جاتا۔ اس لئے خطبات و مواعظ کے ذریعہ انہیں تعلیم دی جاتی تھی یہ عمومی تعلیم ہوتی تھی جو مردوں اور خواتین کے لئے مشترک ہوتی تھی۔ اس کے کچھ نمونے "مساجد اور عید گاہوں میں تعلیم" کے عنوان کے تحت گزر چکے ہیں کہ خواتین کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات و مواعظ سے مستفید ہوتی تھیں متعدد روایات میں خواتین کی زبانی ان خطبات اور ان سے استفادہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

2. تعلیم بذریعہ بیعت:

اسلام قبول کرنے والی خواتین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لیتے تھے اور یہ بیعت کچھ شرائط کے ساتھ لی

1- ابن عبد ربہ، **العقد الفرید**، دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی 1404ھ، ج2، ص103۔

جاتی تھی جو دراصل اسلام کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ یہ بیعت انفرادی بھی ہوتی تھی اور اجتماعی بھی۔ خواتین سے بیعت لینے کا طریقہ مردوں سے مختلف ہوتا تھا۔ ہاتھ میں ہاتھ لینے کے بجائے یا تو آپ ﷺ محض زبان سے بیعت لینے کا ذکر فرماتے یا چادر پھیلا کر اسکے ایک کونے کو پکڑ لیتے یا پانی کے ایک برتن میں ہاتھ ڈالتے پھر اس میں عورت بھی اپنا ہاتھ ڈالتی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواتین سے بیعت لینے پر مامور فرمایا تھا۔(1)

جن امور پر خواتین سے بیعت لی جاتی تھی اس کی تصریح قرآن کریم کی سورۃ الممتحنہ میں کی گئی ہے جس میں حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے خواتین کو بیعت کی ہدایت کی گئی۔ {يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾} (2)

(اے نبی! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں مانیں گی، اور چوری نہیں کریں گی، اور زنا نہیں کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو، اور نہ کسی بھلے کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی، تو تم ان کو بیعت کر لیا کرو، اور ان کے حق میں اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔)

یہ دین کی بنیادی تعلیمات انہیں سکھائی جاتی تھیں جن میں شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان تراشی سے اجتناب (جو دور جاہلیت کے بڑے منکرات میں سے تھے) اور پیغمبر کی نافرمانی سے بچنے کا عہد لیا جاتا تھا جبکہ فتح مکہ کے موقع پر ہندہ سے بیعت لیتے ہوئے اس عہد کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔(3)

روایات سے خواتین کی متعدد درج ذیل بیعتوں کا ثبوت ملتا ہے۔

1- **صحیح مسلم**، كِتَابُ الْإِمَارَةِ، بَابُ كَيْفِيَّةِ بَيْعَةِ النِّسَاءِ، رقم الحدیث 1866۔ نیز دیکھیے۔ قطب محمد علی، **بیعۃ النساء للنبی ﷺ**، مکتبۃ القرآن، قاہرہ۔

2- سورۃ الممتحنہ:12

3- دیکھیے تفصیل۔ النسفی، **مدارک التنزیل وحقائق التاویل**، دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعۃ الاولی 1998ء، ج3، ص 471۔

1. اسلام قبول کرتے وقت
2. مہاجر خواتین سے (جیسا کہ سورۃ ممتحنہ میں ہے۔)
3. انصار کی خواتین سے بیعت
4. فتح مکہ کے بعد خواتین سے بیعت

3۔ علمی استفسارات وجوابات کے اسالیب (انفرادی تعلیم):

بعض اوقات خواتین مختلف مسائل کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتی تھیں۔ یہ سوالات مختلف نوعیت کے ہوتے تھے مثلاً بیوی کی شوہر سے علیٰحدگی سے متعلق استفسار اور راہنمائی۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کی طرف سے علیٰحدگی کے مطالبہ پر آپ نے اسے بطور مہر وصول کردہ باغ واپس لوٹانے کو کہا جس کے بعد انہیں علیٰحدہ کر دیا گیا۔[1]

قبیلہ خثعم کی ایک خاتون نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول: اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر حج فرض ہے میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اونٹنی پر سیدھی طرح نہیں بیٹھ سکتے تو کیا ان کی طرف سے میں حج ادا کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں[2]۔

حاملہ عورت کی عدت کے حوالے سے سبیعہ بنت حارث اسلمی نے آپ سے سوال کیا جو حضرت سعد بن خولہ کی بیوہ تھیں اور حاملہ بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ولادت کے بعد عدت ختم ہو چکی ہے اور وہ دوسری جگہ شادی کر سکتی ہیں۔[3]

اس نوعیت کے متعدد استفسارات پر آنحضرت ﷺ نے خواتین کی راہنمائی فرمائی۔ اور یہ استفسارات سفر وحضر میں انفرادی طور پر کئے گئے اور آپ ﷺ ان کی راہنمائی فرماتے رہے۔

بعض استفسارات قابلِ شرم امور سے متعلق ہوتے تھے لیکن آنحضرت ﷺ کی ترغیبات اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ خواتین ان امور کو بھی بلا جھجک پوچھ لیتی تھیں جیسا کہ حضرت ام سلیم کے واقعہ میں ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ سے عورت کے احتلام کے حکم کے بارے میں سوال کیا جسے حضرت عائشہ نے نامناسب سمجھتے ہوئے فرمایا: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، فَضَحْتِ النِّسَاءَ، تَرِبَتْ

1- **صحیح بخاری**، كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ الخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلاَقُ فِيهِ، رقم الحدیث 5273۔
2- **ایضا**، كتاب جزاء الصيد، بَابُ الحَجِّ عَمَّنْ لاَ يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، رقم الحدیث 1854۔
3- **ایضا**، كِتَابُ المَغَازِي، رقم الحدیث 3991۔

يَمِينُكِ (اے ام سلیم تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا ہے تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو) اس پر حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: (بَلْ أَنْتِ، فَتَرِبَتْ يَمِينُكِ، نَعَمْ، فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِذَا رَأَتْ ذَالِكَ)[1] (بلکہ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے۔ اے ام سلیم! ہاں جب عورت ایسا دیکھے تو اسے غسل کرنا چاہیئے۔)

اس واقعہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انہیں عار دلانے پر تنبیہ بھی ہے اور ام سلیم کے سوال پر ان کی حوصلہ افزائی بھی۔ اسی بناء پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصاری عورتوں کی تعریف فرمائی ہے۔ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ، لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ.[2] (انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ دینی مسائل کو سمجھنے میں حیاء ان کے لئے مانع نہیں ہوتی۔)

بعض اوقات نسوانی موضوعات تعلیم کے دوران ایسے امور بھی زیر بحث آتے جنہیں ذکر کرنے میں شرم و حیاء مانع ہوتی ہے مگر اس قسم کی گفتگو میں آنحضرت ﷺ کا اسوۂ مبارکہ یہ تھا کہ آپ انہیں اشارہ و کنایہ میں ذکر فرماتے تھے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ وہ اپنے حیض کا غسل کیسے کرے آپ ﷺ نے اسے طریقۂ غسل بتایا اور بعد ازاں فرمایا: (ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا). (پھر تم مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو۔)

اس نے پوچھا میں اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے چہرے کو چھپالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو نبی کریم ﷺ کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا: "اس کو خون لگی جگہوں پر پھیر لیا کرو۔"[3]

حیض، نفاس، استحاضہ وغیرہ سے متعلق امور سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے صحت کے مسائل پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ عبادات کی ادائیگی میں بھی تشویش اور دشواریاں لاحق ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے طرزِ عمل سے اسکی تعلیم دی کہ اس قسم کے امور سے متعلق استفسار نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ شرم و حیاء

1- **صحیح مسلم**، كِتَابُ الْحَيْضِ، بَابُ وُجُوبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا، رقم الحدیث 310۔

2- **ایضا**، كِتَابُ الْحَيْضِ، بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً...، رقم الحدیث 332۔

3- **ایضا**۔

کے بھی ہر گز منافی نہیں البتہ اس قسم کے امور کو کنایۃ ذکر کرنا تہذیب و شائستگی کا تقاضا ہے۔ نیز خواتین کی طرف سے اس قسم کے استفسارات اگر مرد معلمین سے کیے جائیں تو انہیں بھی جواب میں شائستہ اور مختصر اسلوب اختیار کرنا چاہیے اور غیر ضروری طوالت بیان سے گریز کرنا چاہیے۔

4۔ خواتین سے مذاکرات و مکالمات:

طلباء کے فہم و بصیرت میں اضافہ کے لئے موضوع سے متعلق بحث و تحقیق اور سوال و جواب اس لیے ضروری ہوتا ہے تاکہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہے اور کسی قسم کا ابہام (confusion) پیدا نہ ہو۔ خواتین کو تعلیم دیتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ اس پہلو کو نظر انداز نہیں فرماتے تھے، کبھی کبھار کسی موضوع پر گفتگو مکالمہ اور مذاکرہ کی شکل بھی اختیار کر لیتی تھی اور خواتین آزادی کے ساتھ گفتگو کرتی تھیں اور آپ ﷺ خندہ دلی کے ساتھ جواب دیتے تھے جس سے وہ پوری طرح مطمئن ہو جاتی تھیں۔ اس کی متعدد مثالیں ہمیں ازواج مطہرات اور دیگر خواتین کے ساتھ گفتگو میں ملتی ہیں جس کے چند نمونے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

ایک دلچسپ مکالمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

(خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم في أَضْحًى أَوْفِطْرٍإلى المصَلَّى فَمَرَّعَلى النِّساءِ فَقَالَ:يامَعْشَرَ النِّساءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ: وَبِمَ يا رَسُولَ اللهِ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشيرَ،ما رَأَيْتُ مِنْ ناقِصاتِ عَقْلٍ وَدينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحازِمِ مِنْ إِحْداكُنَّ قُلْنِ:وَما نُقْصانُ دِينِنا وَعَقْلِنا يا رَسُولَ اللهِ قَالَ: أَلَيْسَ شَهادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهادَةِ الرَّجُلِ قُلْنِ:بَلَى،قَالَ:فَذَلِكَ مِنْ نُقْصانِ عَقْلِها،أَلَيْسَ إِذا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ: بَلى،قَالَ:فَذَلِكَ مِنْ نُقْصانِ دِينِها)[1]

(رسول اللہ ﷺ عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ عورتوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا "اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو کیونکہ میں نے جہنم میں تمہیں زیادہ دیکھا ہے انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کس بناء پر؟ فرمایا: تم زیادہ لعن طعن کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو، عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود میں نے تم سے زیادہ کسی کو ایک عقلمند شخص کو بے وقوف بناتے نہیں دیکھا

1- **صحیح بخاری**، كِتَابُ الحَيْضِ، بَابُ تَرْكِ الحَائِضِ الصَّوْمَ، رقم الحدیث304۔

انہوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دین اور عقل میں کیا نقص ہے؟ فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں؟" عرض کیا: ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ یہ بات اس کی عقل میں نقص کی بناء پر ہے۔ اور کیا ایسا نہیں کہ جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟" انہوں نے جواب دیا: ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اس کے دین کا نقصان ہے"۔

اسی قسم کا ایک نمونہ صحیحین کی ایک روایت میں ہے جو ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے۔

(أَنَّ عَائِشَةَ،زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَتْ لاَ تَسْمَعُ شَيْئًا لاَ تَعْرِفُهُ، إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ،وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ:فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى:فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا[1] قَالَتْ: فَقَالَ:إِنَّمَا ذَلِكِ العَرْضُ، وَلَكِنْ: مَنْ نُوقِشَ الحِسَابَ يَهْلِكْ)[2]

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ جب ایسی بات سن لیتیں جو سمجھ میں نہ آتی تو وہ اس بارے میں سوال و جواب کرتی تھیں یہاں تک کہ اسے سمجھ جاتیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا گیا۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا۔ "کیا اللہ تعالیٰ ارشاد نہیں فرماتے "عنقریب ان سے آسان حساب لیا جائے گا؟" فرماتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تو صرف پیشی ہے (یعنی حساب یسیر) مگر جس سے حساب میں پوچھ گچھ کی گئی تو وہ ہلاک ہو گیا۔)

اس سے معلوم ہوا کہ سوال کرنے والے کو چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین تسلی بخش اور اطمینان بخش جواب دیا جائے۔ محض یہ کہہ کر نظر انداز نہ کیا جائے کہ عورتیں ہوتی ہی کم عقل ہیں۔ یہ طرز عمل اسوۂ نبوی کے منافی ہے۔

اسی نوعیت کا ایک دلچسپ مکالمہ ہندہ بنتِ عتبہ زوجہ ابوسفیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فتح مکہ کے موقع پر ہوا جیسا کہ روایت میں ہے کہ

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہو چکے تو وہیں صفا پر عورتوں سے بیعت لینی

1- سورۃ الانشقاق:8

2- **صحیح بخاری**۔ كِتَابُ العِلْمِ , بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَهُ۔ رقم الحدیث103۔

شروع کی۔ حضرت عمر آپ ﷺ سے نیچے بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے حکم پر عورتوں سے بیعت لے رہے تھے اور انہیں آپ ﷺ کی باتیں پہنچا رہے تھے۔ اسی دوران ابو سفیان کی بیوی ہند بنتِ عتبہ بھیس بدل کر آئی۔ دراصل حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ اس نے جو حرکت کی تھی اس کی وجہ سے خوفزدہ تھی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ اسے پہچان نہ لیں۔ ادھر رسول ﷺ نے (بیعت شروع کی) تو فرمایا، میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہی بات دہراتے ہوئے)عورتوں سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"اور چوری نہ کرو گی۔" اس پر ہندہ بول اٹھی: ابوسفیان بخیل آدمی ہے اگر میں اس کے مال سے کچھ لے لوں تو؟ ابوسفیان نے (جو وہیں موجود تھے) کہا" تم جو کچھ لے لو وہ تمہارے لئے حلال ہے؟ رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے۔ آپ ﷺ نے ہندہ کو پہچان لیا۔ فرمایا:"اچھا تو تم ہو ہندہ"وہ بولی"ہاں اے اللہ کے نبی! جو کچھ گزر چکا ہے اسے معاف فرما دیجئے۔ اللہ آپ ﷺ کو معاف فرمائے۔"اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:"اور زنا نہ کرو گی"۔ اس پر ہندہ نے کہا: بھلا کہیں حُرّہ (آزاد عورت) بھی زنا کرتی ہے! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔" ہندہ نے کہا:"ہم نے تو بچپن میں انہیں پالا پوسا لیکن بڑے ہونے پر آپ لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ اس لئے آپ ﷺ اور وہ ہی بہتر جانیں۔" یاد رہے کہ ہندہ کا بیٹا حنظلہ بن ابی سفیان بدر کے دن قتل کیا گیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر ہنستے ہنستے چت لیٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تبسم فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:"اور کوئی بہتان نہ گھڑو گی"۔ ہندہ نے کہا۔ "واللہ بہتان بڑی بری بات ہے اور آپ ﷺ ہمیں واقعی رشد اور مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:"اور کسی معروف بات میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ کرو گی۔"ہندہ نے کہا:"اللہ کی قسم! ہمیں اپنی اس مجلس میں اپنے دلوں کے اندر یہ بات لے کر نہیں بیٹھی ہیں کہ آپ ﷺ کی نافرمانی بھی کریں گی۔" پھر واپس ہو کر ہندہ نے اپنا بت توڑ دیا وہ اسے توڑتی جا رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی۔ ہم تیرے متعلق دھوکے میں تھے[1]۔

یہ مکالمہ خواتین کی تربیت کے ساتھ ساتھ اس دور کی معاشرت اور تہذیبی رویوں کی بھی بخوبی عکاسی کرتا ہے۔

1- **مدارک التنزیل وحقائق التاویل**، ج3، ص472 (تفسیر آیت بیعت)۔ نیز دیکھیے۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن ،الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، ص556۔

6۔ازواج نبوی کی وساطت سے تعلیم:

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا ایک اسلوب یہ بھی تھا کہ ازواج مطہرات کے ذریعہ ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اس دور میں ازواج مطہرات کے حجرے خواتین کی سب سے بڑی درسگاہیں تھیں جہاں سے بالعموم خواتین بلکہ بعض اوقات مرد بھی استفادہ کرتے تھے۔(آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد تو مسلسل صحابہ کرام ازواج مطہرات سے علمی استفادہ کرتے تھے مثلاً ابو بکر بن عبد الرحمٰن کی روایت میں ہے کہ مروان نے انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں یہ دریافت کرنے بھیجا کہ اگر کوئی شخص صبح کے وقت حالت جنابت میں ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کو خواب کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے حالت جنابت میں ہوتے تھے مگر نہ تو روزہ توڑتے تھے نہ اس کی قضا فرماتے تھے[1]۔

مگر ایسی متعدد روایات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں بھی صحابہ کرام ان سے استفادہ کرتے رہے۔ جیسا کہ حضرت انس کی مشہور حدیث میں تین صحابہ کرام کا آنحضرت ﷺ کی عدم موجودگی میں ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کے معمولات عبادت سے متعلق معلومات حاصل کرنے اور اپنے لئے عبادت کا لائحہ عمل مرتب کرنے کا ذکر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے تعدد ازواج کے دیگر مصالح میں سے ایک مصلحت جسے تاج الدین سبکی نے "ترشیح التوشیح" میں اپنے والد کے حوالے سے نقل کی ہے "اللہ تعالیٰ شریعت کے ظاہر وباطن اور ان تمام امور کو نقل کروانا چاہتا تھا جن کے ذکر سے حیاء آتی ہے یا نہیں آتی۔ رسول اللہ ﷺ سب انسانوں سے بڑھ کر حیادار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زوجیت میں کئی خواتین دے دیں تاکہ وہ ان تمام شرعی افعال واقوال کو لوگوں تک منتقل کریں جن کا حیاء کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اظہار نہیں ہو سکتا تھا تاکہ شریعت کی تکمیل ہو جائے چونکہ اس قسم کے مسائل بکثرت تھے مثلاً غسل حیض، عدت وغیرہ اس لئے نقل کرنے والی ازواج کی تعداد بھی زیادہ رکھی گئی[2]۔

محمد علی الصابونی تعدد ازواج مطہرات کو تعلیمی حکمتوں کے تناظر میں دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کا متعدد خواتین سے نکاح کرنے کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ خواتین کے لئے کچھ معلمات کو تیار کیا جائے جو انہیں احکام شرعیہ کی تعلیم دیں کیونکہ خواتین معاشرے کا نصف حصہ ہیں اور وہ

1- **صحیح مسلم**، كِتَاب الصِّيَامِ، بَابُ صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ، رقم الحدیث1109۔

2- الکتانی، عبد الحی، التراتیب الاداریۃ، دار الارقم، بیروت، ج2، ص163۔

بھی مردوں کی طرح ان احکام پر عمل کرنے کی پابند ہیں"[1]۔

ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک ازواج نبوی کی کثرت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ خود خواتین اسوۂ نبوی سے استفادہ کر سکیں کہ ایک ہی شوہر کی ایک سے زائد بیویوں کو اپنے شوہر سے اور آپس میں ایک دوسرے سے کیا برتاؤ اور رویہ رکھنا چاہئے۔[2]

6۔ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کے خصوصی انتظامات:

چونکہ ازواج نبوی کی ایک بڑی ذمہ داری آنحضرت ﷺ کی خانگی زندگی اور معمولات نبوی کے بارے میں راہنمائی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ خواتین کی تعلیم وتربیت کا انتظام بھی تھا اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔

أ. ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی کے ساتھ متصل تعمیر کرائے گئے تھے اور متعدد احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف آنحضرت ﷺ کے خطبات و مواعظ اور گفتگو کو اپنے حجروں ہی سے سن لیتی تھیں بلکہ دروازوں کے روزن سے بعض اوقات مشاہدہ بھی کرلیتی تھیں۔ اور کبھی بوقت ضرورت حاضرین مجلس کی گفتگو میں شریک بھی ہوتی تھیں۔ اور مسجد میں پیش آنے والے واقعات واحوال سے باخبر رہتی تھیں مثلاً

1. حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے ہوئے سنتی تھیں مگر براہ راست حضور ﷺ سے نہیں سنا تھا ایک دن حضور اکرم ﷺ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست اس کے متعلق سنا۔[3]

2. حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جب کہ وہ دروازہ کے پیچھے سے سن رہی تھیں "اے اللہ کے رسول! میں حالت جنابت میں ہوں اور نماز کا وقت داخل ہو جائے تو کیا میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں حالت جنابت میں ہوتا ہوں اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے پھر میں روزہ رکھتا ہوں۔[4]

1- الصابونی، محمد علی، شبہات واباطیل حول تعدد الزوجات الرسول ﷺ، المکتبۃ الوقفیہ، 1980ء، ص 13-14

2- ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ (ترجمہ وتوضیح: پروفیسر خالد پرویز) بیکن ہاؤس، 2005ء، ص 255۔

3- **صحیح مسلم**، کتاب الْفَضَائِلِ، بَابُ إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ، رقم الحدیث 2295۔

4- **ایضاً**۔ كِتَاب الصِّيَامِ، بَابُ صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ، رقم الحدیث 1110۔

3. حضرت عائشہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن حارثہ ، جعفر اور حضرت ابن رواحۃ کی شہادت کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور رنج و غم آپ ﷺ کے چہرے سے عیاں تھا اور میں دروازے کے شگاف سے دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور بتایا کہ حضرت جعفر کے گھر کی خواتین ماتم (بین وغیرہ) کر رہی ہیں آپ ﷺ نے روکنے کو بھیجا، وہ چلے گئے پھر دوبارہ آکر بتایا کہ وہ نہیں مان رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو پھر تیسری بار آکر عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم لوگوں کی نہیں چلتی مجھے ایسا لگا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے منہ میں مٹی بھر دو میں نے کہا" اللہ تم سے سمجھے۔ حضور ﷺ نے جو فرمایا ہے اس پر عمل نہ کروگے تو آپ کو تکلیف سے نجات نہیں ملے گی۔[1]

4. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آنحضرت ﷺ کی ازواج نے پیغام بھیجا کہ جنازہ کو مسجد سے گزار کر لے جائیں تاکہ ازواج مطہرات بھی حجروں میں سے ان پر نماز پڑھ سکیں اس پر عمل ہوا تو ازواج مطہرات کو یہ اطلاع ملی کہ بعض لوگ اسے برا خیال کر رہے ہیں کہ جنازوں کو مسجد میں لے جانا مناسب نہیں ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگوں نے عیب لگانے مین جلد بازی سے کام لیا جبکہ انہیں اس مسئلہ کا علم نہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سہل بن بیضاء پر مسجد کے وسط میں نماز پڑھائی تھی۔[2]

5. حضرت ابو موسیٰ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے مقام جعرانہ میں ابو موسیٰ اور حضرت بلال کو خوشخبریاں سنائیں اس موقعہ پر آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا، اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اور اس میں اپنے منہ کا پانی بھی ڈال دیا پھر فرمایا۔ تم دونوں اسے پی لو اور اپنے چہرے اور گلے پر انڈیل لو اور خوشخبری لے لو انہوں نے ایسا ہی کیا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ بچالو، انہوں نے اس میں سے ان کے لئے بھی کچھ بچالیا۔[3]

ب۔ چونکہ ازواج مطہرات امت کی مائیں اور تمام خواتین امت کے لئے نمونہ تھیں اس لئے ان کی حیثیت

1- **صحیح بخاری**، كِتَابُ الجَنَائِزِ، بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ المصِيبَةِ يُعْرَفُ فِيهِ الحُزْنُ، **رقم الحدیث** 1299۔

2- **صحیح مسلم**، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، **رقم الحدیث** 973۔

3- **صحیح بخاری**، كِتَابُ المغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ، **رقم الحدیث** 4328۔

نمایاں تھی وہ عام خواتین کی طرح نہیں تھیں جیسا کہ قرآن ان سے مخاطب ہوتے ہوئے یہی بات کہتا ہے {يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ ۝٣٢} [1](اے نبی ﷺ کی بیویو!تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔)

اسی لئے سورۃ احزاب میں ان کی خصوصی تربیت کا انتظام کرتے ہوئے انہیں مخصوص ہدایات دی گئی ہیں اسی امتیازی شان اور حیثیت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ بھی ان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے اور ان کی علمی اور اخلاقی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب بھی ازواج مطہرات کے درمیان باہمی تلخی محسوس فرماتے توحکیمانہ انداز میں انہیں تنبیہ و نصیحت فرماتے مثلاً: حضرت انس کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا کہ حفصہ نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟ ثُمَّ قَالَ: اتَّقِي اللَّهَ يَا حَفْصَةُ)[2]

(بے شک تو نبی کی بیٹی ہے (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا والد حیی بن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھا) اور تمہارا چچا بھی نبی ہے (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اور تم ایک نبی کے نکاح میں ہو، تو حفصہ کس بات پر تمہارے اوپر فخر کر رہی ہے پھر فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو)

آنحضرت ﷺ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خصوصی لگاؤ پر دیگر ازواج مطہرات کو جب شکایت ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خصوصی امتیازات کا ذکر فرماتے ہوئے ازواج مطہرات کی تربیت فرمائی۔[3]

ج. ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ مختلف اسفار میں آنحضرت ﷺ انہیں

1- سورۃ الاحزاب:32

2- ترمذی، **السنن**، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابٌ فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحدیث3894۔

3- دیکھیے۔نسائی، **السنن**، كِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ، حُبُّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ، رقم الحدیث3946۔

شریک سفر رکھتے تھے۔ یہ اسفار غزوات کے موقع پر بھی ہوتے تھے اور عمرہ اور حج کے سفروں میں بھی انہیں رفاقت نبوی کے مواقع ملتے رہتے تھے۔ یہ اسفار مختلف مصالح پر مبنی تھے تاہم سب سے بڑا مقصد نئے احوال و مسائل سے واقفیت اور تعلیم و تربیت بھی تھا۔ ان اسفار میں نئے نئے مسائل، معاملات اور تعلیمات سے آگاہی حاصل ہوتی رہتی تھی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جن کے نام کا قرعہ نکلتا ان کو سفر میں ساتھ لے جاتے تھے۔ اس طرح کے کئی واقعات سیرت میں ملتے ہیں جن میں ازواج مطہرات کی اسفار نبوی میں شمولیت کا ثبوت ملتا ہے مثلاً ایک غزوہ سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا اور تلاش میں تاخیر اور پانی کی عدم دستیابی پر تیمم کا حکم نازل ہوا۔[1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیبیہ کے موقع پر مشورہ لینا بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔[2]

سفر حجۃ الوداع میں آنحضرت ﷺ کی اکثر ازواج شریک تھیں۔ اس دوران بھی راہنمائی اور تربیت کے متعدد واقعات پیش آئے۔ مثلاً سفر حج میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماہواری کے ایام شروع ہو گئے اور وہ رونے لگیں تو آپ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے اور راہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي)[3]

(یہ ایسی چیز ہے جسے اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لئے مقدر کر دیا ہے لہٰذا وہی افعال سر انجام دو جو حاجی سر انجام دیتے ہیں۔ سوائے بیت اللہ کے طواف کے، جب تک پاک نہ ہو جاؤ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسی حج کے سفر میں اپنی بیماری کی شکایت کی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں سوار ہو کر طواف کرنے کی ہدایت فرمائی۔[4]

1- **صحیح بخاری**، كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، بَابُ قَوْلِهِ: {فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا}، رقم الحدیث 4607۔

2 - **ایضا**، كِتَابُ الشُّرُوطِ، بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ، رقم الحدیث 2731۔

3- **صحیح بخاری**، كِتَابُ الحَيْضِ، بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الحَيْضِ، رقم الحدیث 294۔

4- **ایضا**، كِتَابُ الصَّلاَةِ، بَابُ إِدْخَالِ البَعِيرِ فِي المسْجِدِ لِلْعِلَّةِ، رقم الحدیث 464۔

سفرِ حج میں طواف وداع واجب ہے مگر جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو طواف وداع سے پہلے ماہواری کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں واپس ہونے کی ہدایت فرمائی اور طواف زیارت کو کافی قرار دیا۔[1]

د۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قوت مشاہدہ اور ادراکی صلاحیت (sense of perception) بہت نمایاں تھی جو ان کی بیان کردہ روایات سے بخوبی واضح ہے، وہ روایات کا موقع و محل بھی متعین کرتی ہیں۔ سیاق کی روشنی میں روایات کا تجزیہ (Contextual Analysis) ان کا اختصاصی پہلو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ متعدد اسفار میں شریک رہیں جس کی وجہ سے ان کی روایات کا صحیح تناظر میں سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

ہ۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات کوئی اہم تعلیم رات کے وقت ازواج نبوی کو بیدار کر کے بھی دی جاتی تھی جیسا کہ بخاری نے "باب العلم والعظۃ باللیل" کے تحت حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا ذکر کی ہے۔

"ایک رات نبی کریم ﷺ نے بیدار ہوتے ہی فرمایا: سبحان اللہ! اس شب میں کس قدر فتنے نازل کئے گئے اور کتنے ہی خزانے کھولے گئے ہیں۔ ان حجرہ والیوں کو جگا دو کیونکہ دنیا میں لباس پہننے والی کتنی ہی عورتیں آخرت میں برہنہ ہوں گی۔[2]

ازواج مطہرات کی خصوصی تعلیم و تربیت کے متعدد نمونے کتب حدیث و سیرت میں بکھرے پڑے ہیں جن کے مطالعہ سے اس موضوع کے متعدد پہلو سامنے آتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی اس خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف خواتین بلکہ کبار صحابہ بھی وصال نبوی کے بعد ازواج مطہرات کی طرف اہم مسائل میں رجوع فرماتے تھے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتے ہیں: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا[3] (ہم اصحاب رسول ﷺ پر کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں ہوا مگر جب بھی ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں سوال کیا تو ہمیں ان سے اس کا علم ضرور ملا)

1- ایضا، كِتَابُ الحَجِّ، بَابُ إِذَا حَاضَتِ المَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ، رقم الحدیث 1762۔

2- **صحیح بخاری**، كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ العِلْمِ وَالعِظَةِ بِاللَّيْلِ، رقم الحدیث 115۔

3- **سنن الترمذی**، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مِنْ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رقم الحدیث 3883۔

7۔ مردوں اور خواتین کے ذریعہ تعلیم:

گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ مرد گھروں میں اپنی خواتین کی تعلیم کا خود انتظام کرتے تھے اور بعض اوقات گھر سے باہر کے مردوں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی تھیں جیسا کہ حضرت خباب بن ارت کے واقعہ میں گزر چکا ہے اور جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انصاری خواتین کی تعلیم کے لئے جو ایک گھر میں جمع تھیں حضرت عمر بن خطاب کو بھیجا تھا۔[1]

عہد نبوی میں متعدد خواتین آنحضرت ﷺ سے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر خواتین کو بھی تعلیم دیتی تھیں ان میں ازواج مطہرات کے علاوہ حضرت زینب بنتِ ابو سلمہ رضی اللہ عنہا[2]، حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا[3]، حضرت سعدہ بنتِ قمامۃ رضی اللہ عنہا (جو نماز میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں)، حضرت شفاء بنتِ عبد اللہ رضی اللہ عنہا[4]، حضرت سمرۃ بنتِ نہیک رضی اللہ عنہا[5] اپنے علم وتفقہ سے فیضیاب کرتی تھیں۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا کا شمار بھی انتہائی عقلمند اور دیندار خواتین میں ہوتا ہے، انہیں صحابیات نے اپنا ترجمان نمائندہ بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا انہوں نے آکر عرض کیا تھا کہ میں مسلمانوں کی عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں اور میں بھی انہی کی طرح کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائیں آپ ﷺ کی اتباع کی ہے، پردہ نشین گھروں میں رہنے والی ہیں، مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں، مرد نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، جب وہ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو ہم ان کے مال اولاد کی حفاظت اور پرورش کرتی ہیں۔ یا

1- **سنن ابی داؤد**، كتاب الصلاة، باب خروج النساء في العيد، رقم الحديث 1139۔

2- یہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی پروردہ تھیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے: كانتْ مِنْ أفقهِ نساء زمانها (وہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سے سب سے بڑی فقیہہ تھیں) (ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل بیروت، الطبعۃ الاولی، 1992ء، ج4، ص1855)

3- آپ انتہائی ذہین وفطین وسیع العلم اور فقیہہ تھیں (تہذیب التہذیب، ج12، ص422)

4- انہیں آنحضرت ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو کتابت سکھائیں (سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی، رقم الحدیث 3887)

5- ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے لمبی عمر پائی تھی بازاروں میں جا کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں اور اپنے کوڑے سے لوگوں کو مارتی تھیں (الاستیعاب، ج4، ص1863)

رسول اللہ ﷺ! کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر و ثواب میں مردوں کے شریک ہو سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے یہ سن کر صحابہ سے پوچھا کہ اسماء بنتِ یزید سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟ صحابہ نے نفی میں جواب دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اسماء! جاؤ ان عورتوں کو بتا دو کہ تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک، اس کی رضا جوئی اور اس کے مزاج کے مطابق اتباع ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے۔" آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر وہ خوشی خوشی تہلیل و تکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں اور عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی بشارت سنائی۔[1]

خلاصہ و نتائج بحث

1. آنحضرت ﷺ پوری انسانیت کے لئے معلم ہیں اور آپ ﷺ کی تعلیم ہر شخص، ہر جنس طبقہ اور ہر گوشۂ زندگی سے متعلق ہے۔
2. معاشرے کی فلاح و بہبود خواتین (جو کہ نصف انسانیت ہیں) کی تعلیم و تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کے اہم کردار ہی کے پیش نظر ان کو جہالت کی تاریکیوں میں رکھنا ظلم ہے۔ آپ ﷺ نے علم کو نہ صرف خواتین کا حق بلکہ اس کے حصول کو مردوں کی طرح خواتین کے لئے بھی ضروری قرار دیا گیا۔
3. خواتین کی تعلیم کے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ بعض صرف دینی ضروریات پر مبنی واجبی تعلیم کو ان کے لئے کافی سمجھتے ہیں جب کہ نام نہاد روشن خیال طبقہ ہر اس تعلیم کو ان کے لئے ضروری قرار دیتا ہے جو زندگی کے ہر میدان میں انہیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے قابل بنا سکے۔ خواتین کی روایتی تعلیم کا مروجہ تصور محدود ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی صلاحیتوں کی بہتر نشو و نما اور ان کے حقیقی معاشرتی کردار سے ہم آہنگ نہیں جب کہ آزاد اور مخلوط نظام تعلیم، مقصدیت سے نا آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت سے بھی محروم ہے جس نے معاشرے کو متعدد مسائل سے دوچار کر دیا ہے جو خواتین کے استحصال کے ساتھ ساتھ خاندانی نظام کی تباہی، نئی نسل کی تربیت سے لاپرواہی، شادیوں میں غیر ضروری تاخیر اور طلاقوں کی کثرت کی شکل میں سامنے آ رہے ہیں۔ عہد نبوی کا مطالعہ خواتین کی تعلیم و تربیت کے تناظر میں ایک آئیڈیل سوسائٹی کی تشکیل اور خواتین کی عزت و وقار کی بحالی کے ساتھ ساتھ ان کے معاشرتی کردار کو زیادہ

1- **شعب الایمان**، حقوق الأولاد والاهلين، رقم الحدیث8369۔

مفید اور مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

4. خواتین کی تعلیم و تربیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ زندگی کے سفر میں مرد کی مشیر ہیں اور مشیر کے لئے صاحبِ علم و بصیرت ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دیگر خواتین کے ساتھ ساتھ بالخصوص ازواج مطہرات کو تعلیم و تربیت کے ذریعے اس قابل بنا دیا تھا کہ وہ نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کی تعلیم و تربیت کی بھی صلاحیت رکھتی تھیں اور اہم مسائل و معاملات میں ان سے مشاورت اور رہنمائی حاصل کی جاتی تھی۔ البتہ مرد عورت کے فرائض دائرہ کار میں تنوع اور اختلاف کی بناء پر بعض علوم کی تحصیل خواتین کے لئے فرض عین، بعض کی فرض کفایہ، بعض کی مستحب اور بعض مباح کا درجہ رکھتی ہے۔

5. نبوی تصور تعلیم کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مقاصد سے ہم آہنگ ہے۔ خواتین کے لئے دینی تعلیم، شرعی احکامات سے آگاہی بالخصوص مخصوص نسوانی مسائل، طہارت عبادات، حقوق اللہ اور حقوق العباد، خانگی اور معاشرتی فرائض جیسے موضوعات عہد نبوی کے تعلیمی نصاب کا اہم حصہ تھے۔ خواتین کو ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو خواتین کی فطرت، جذبات، اور صلاحیتوں سے مطابقت رکھتی ہو، ان کی نسوانیت کی محافظ ہو، نسوانی فرائض اور خاندان کی ترقی و استحکام کی ادائیگی میں معاون بن سکے، مخلوط اور یکساں تعلیمی نصاب و نظام، غیر ضروری اور غیر متعلق تعلیم جس سے ان کی دماغی، فطری صلاحیتیں متاثر ہوں اور جو عملی زندگی میں فرائض کی ادائیگی میں معاون بننے کے بجائے رکاوٹ پیدا کرے، بالخصوص غیر متعلق اعلیٰ تعلیم کا رجحان بھی قابل توجہ ہے جو متعدد سماجی مسائل کو جنم دے رہا ہے، جن میں مناسب رشتوں کا مسئلہ، شادیوں میں تاخیر، کم تعلیم یافتہ خاندان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کی adjustment اور ازدواجی زندگی کے مسائل توجہ طلب ہیں۔

خواتین کی تعلیم کا ایک ہدف ان کے حقوق و فرائض سے واقفیت کا شعور بیدار کرنا ہے۔ انہیں تعلیم سے بے بہرہ رکھنا سراسر ظلم ہے اور یہ استحصالی ذہنیت ہے جو خواتین کو ان کے مذہبی، سماجی، ازدواجی، اور قانونی حقوق سے بے خبر رکھنا چاہتی ہے۔ شرعی اور قانونی حقوق و فرائض سے ان کی ناواقفیت سے نہ صرف گھریلو ماحول متاثر ہوتا ہے بلکہ ظلم و استحصال کی مختلف شکلیں سامنے آتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی تعلیم و تربیت کے ذریعے خواتین میں اتنا شعور پیدا کر دیا تھا کہ وہ اپنے حقوق کے ادراک و تحفظ کے ساتھ ساتھ اپنے فرائض سے آگاہ ہو کر ذمہ دارانہ کردار کے ذریعے خاندان کی فلاح و استحکام میں بھرپور حصہ لیتی تھیں۔

خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت اور اقدار کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جو نسوانیت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ فتنوں سے بچاؤ میں معاون ہو سکتی ہیں، تقویٰ خدا خوفی، صبر وشکر ، شرم وحیاء، سادگی اور قناعت جیسے اوصاف پیدا کر کے خواتین کی شخصیت کی بہتر تعمیر و تشکیل ممکن ہے۔ عہد نبوی میں ان اقدار کے احیاء کی طرف بھرپور توجہ کی گئی ہے۔

6. عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مختلف سطح پر انتظامات کئے گئے۔ اس عہد کی سرگرمیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم کے انتظامات مختلف مقامات پر کئے جاتے تھے۔ بالعموم یہ تعلیم ان کے گھروں پر ہوتی تھی جنہیں مرد سرانجام دیتے تھے۔ بعض اوقات خواتین کی تعلیم کے لئے گھر کے باہر کے کسی مرد کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ کبھی خواتین کی اجتماعی تعلیم کے لئے کوئی گھر بھی مخصوص کر لیا جاتا تھا جہاں نبی کریم ﷺ خود تشریف لے جاتے تھے یا اپنے کسی نمائندہ کو اپنی جگہ تعلیم دینے کے لئے بھیج دیتے تھے۔

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم کا ایک اہم ذریعہ مساجد تھیں جہاں خواتین نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کے خطبات اور مواعظ سے مستفید ہوتی تھیں۔

بعض اوقات حضور ﷺ نماز سے فراغت کے بعد عورتوں کی جانب تشریف لے جاتے اور انہیں وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔ غالباً تعلیمی پہلو ہی کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خواتین کی مساجد میں آنے سے روکنے کو منع فرمایا تھا۔ چنانچہ خواتین شرعی آداب وحجاب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مساجد میں حاضر ہوتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی خواتین کے لئے خصوصی ہدایت یہ بھی تھی کہ عورتیں حتیٰ کہ جوان لڑکیاں بھی عید گاہ کی طرف نکلیں اس طرح انہیں دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ دین کی بھی بہت سی باتیں سیکھنے کے مواقع ملتے تھے۔

ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ خواتین بعض اوقات مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بھی شریک ہوتی تھیں اور کبھی مردوں کی موجودگی میں بھی بعض نجی نوعیت کے سوالات بھی کرتی تھیں جن میں سے اکثر سوالات مخصوص نسوانی مسائل سے متعلق ہوتے تھے مگر آپ ﷺ نے انہیں مردوں کی موجودگی میں اس قسم کے سوالات سے منع نہیں فرمایا تاہم مساجد اور عید گاہوں میں خطبہ کے دوران ان کی نشست مردوں سے علیحدہ ہوتی تھی اور وہ خود بھی اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے لئے علیحدہ تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے۔ عہد نبوی میں خواتین کی سب سے بڑی درس گاہ کاشانہ نبوی تھا جہاں خواتین کی آمد ورفت کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا تھا جس کا اہم مقصد

دینی مسائل کی تعلیم و تفہیم تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کاشانہ نبوی میں رسول اکرم ﷺ سے خواتین کا سوال و جواب اس کثرت اور زور و شور سے ہوتا تھا کہ بعض اوقات ان کی آوازیں رسول اکرم ﷺ کی آواز پر غالب اور بلند ہو جاتی تھیں۔

7. عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم کے طرق و اسالیب مختلف تھے مثلاً

خطبات و مواعظ کے ذریعے عمومی تعلیم دی جاتی تھی جو مردوں اور خواتین کے لئے مشترک ہوتی تھی۔ متعدد روایات سے خواتین کی زبانی ان خطبات اور ان سے استفادہ کا ذکر ملتا ہے۔ اسلام قبول کرتے وقت خواتین سے بیعت لیتے ہوئے دور جاہلیت کے بڑے منکرات مثلاً شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان تراشی سے اجتناب کا عہد لیا جاتا تھا۔

اکثر و بیشتر یہ تعلیم سوال و جواب کی شکل میں ہوتی تھی آنحضرت ﷺ سے سفر و حضر میں خواتین کی طرف سے استفسارات اور آپ ﷺ کی طرف سے ان کی راہنمائی کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا تھا۔ ان میں سے بعض استفسارات قابل شرم امور سے بھی متعلق ہوتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کی تعلیمی ترغیبات اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ خواتین ایسے امور بھی بلا جھجک پوچھ لیتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ اشاروں کنایوں میں ایسے امور کا جواب دیتے تھے، مسائل کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ جوابات تہذیب و شائستگی کا حسین مرقع ہوتے تھے۔ ان موضوعات سے جنسی تعلیم (sex education) جیسے موضوعات کا خاکہ بھی مرتب کیا جا سکتا ہے۔

خواتین کے فہم و بصیرت میں اضافہ کے لئے کبھی کبھار کسی موضوع پر گفتگو مکالمہ اور مذاکرہ کی شکل بھی اختیار کر لیتی تھی، خواتین آزادی کے ساتھ گفتگو کرتی تھیں اور آپ ﷺ خندہ دلی کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ ان مکالمات سے خواتین کی تربیت کے مختلف اسالیب کے ساتھ ساتھ اس دور کی معاشرت اور تہذیبی رویوں کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم و تربیت کا ایک اہم ذریعہ ازواج مطہرات تھیں۔ جن کے حجرے بالخصوص خواتین کی تعلیم کی سب سے بڑی درس گاہیں تھیں جہاں سے نہ صرف خواتین بلکہ بعض اوقات مرد بھی علمی استفادہ کرتے تھے اور وفات نبوی کے بعد صحابہ کرام اکثر استفادہ کے لئے حاضر ہوتے تھے اور راہنمائی لیتے تھے چونکہ آنحضرت ﷺ کے تعدد ازواج میں ایک بڑی حکمت و مصلحت تعلیمی تھی، ازواج مطہرات نے پوری امت کی خواتین کے لئے نمونہ بننا تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی انتظامات فرمائے تھے مثلاً ان کے حجرے مسجد نبوی کے ساتھ متصل تعمیر کرائے گئے جہاں سے

وہ نہ صرف آنحضرت ﷺ کے خطبات، مواعظ اور گفتگو کو سن لیتی تھیں بلکہ دروازوں کے روزن سے بعض اوقات مشاہدہ بھی کر لیتی تھیں، اور احوال و واقعات سے باخبر رہتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ ان کی امتیازی حیثیت کے پیش نظر ان کی علمی و اخلاقی تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ مختلف اسفار میں بھی انہیں شریک سفر رکھتے تھے جن کے ذریعے انہیں نئے نئے مسائل و معاملات اور تعلیمات سے آگاہی حاصل ہوتی تھی اور سب سے آخری اور اہم سفر حجۃ الوداع میں اکثر ازواج آپ ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھیں اس سفر کے اہم واقعات اور تعلیمات کا ایک اہم ذخیرہ ازواج مطہرات ہی سے منقول ہے۔ روایات حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات کوئی اہم تعلیم ازواج مطہرات کو رات کے وقت بیدار کر کے بھی دی جاتی تھی۔

ازواج مطہرات کے علاوہ بھی متعدد خواتین آنحضرت ﷺ سے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر خواتین کو بھی تعلیم دیتی تھیں جن میں حضرت زینب بنتِ ابو سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا، حضرت سعدہ بنتِ قمامۃ رضی اللہ عنہا، حضرت شفاء بنتِ عبد اللہ رضی اللہ عنہا، حضرت سمرۃ بنتِ نہیک رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا قابل ذکر ہیں۔

پیغمبر اسلام کے اس تعلیمی ماڈل کو سامنے رکھتے ہوئے ایک آئیڈیل اور مثالی سوسائٹی کی تشکیل وقت کا تقاضا ہے اس کی روشنی میں ہمیں ایک ایسے نظام تعلیم و تربیت کو مرتب کرنے کی ضرورت ہے جو خواتین کی اصل عزت و وقار کی بحالی کے ساتھ ساتھ ان کے معاشرتی کردار کو زیادہ مفید اور مؤثر بنا سکے۔